3 اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جغرافیہ

پڑھیں

پاکستان کے طبعی خدوخال

محل وقوع، وسعت:۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان 24^o اور 36^o شمالی عرض بلد اور 61.00اور 75^o مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ پاکستان کا رقبہ 796096 مربع کلو میٹر ہے۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 132.35 ملین ہے۔

سرحدیں:۔

پاکستان کی سب سے لمبی سرحد مغرب میں افغانستان سے ملتی ہے۔ جو 2612 کلو میٹر لمبی ہے۔ یہ سرحد 1893ء میں انگریز اور افغان حکمرانوں کے باہمی مشورے سے قائم کی گئی اور اسے ڈیورنڈ لائن کا نام دیا گیا۔

جنوب مغرب میں پاکستان کی سرحد ایران سے ملتی ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً 909 کلو میٹر ہے، پاکستان کے مشرق میں بھرت ہے۔ بھارت اور پاکستان کی مشترکہ سرحد کی لمبائی تقریباً 2100 کلو میٹر ہے۔ جنوب میں 1059 کلو میٹر کی ساحلی پٹی ہے۔

ملک کے شمال میں قراقرم کے بلند و بالا سلسلوں کے ساتھ عوامی جمہوریہ چین کی 600 کلو میٹر لمبی سرحد ہے۔ یہ سرحد شمال میں پاکستان کے علاقوں میں گلگت اور بلتستان کو چین کے مسلم اکثریت کے صوبے سنگیانگ سے جدا کرتی ہے۔ شمال ہی میں تاجکستان سے پاکستان کو افغانستان کے علاقے واخاں کی ایک تنگ سی پٹی جدا کرتی ہے۔ یہ پٹی اپنے تنگ ترین مقام پر 20 کلو میٹر چوڑی ہے۔

پاکستان کے قدرتی خطے یا طبعی خدوخال:۔

پاکستان طبعی لحاظ سے ایک ایسے خطے میں واقع ہے جہاں سطح زمین کی بلندی کے تمام درجات بیک وقت مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں۔ یہاں ایک طرف ایسے علاقے ہیں جن کی بلندی سطح سمندر کے برابر ہے۔ دوسری طرف دنیا کی بلند ترین چوٹی کے ٹو آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ طبعی خدوخال کے اعتبار سے پاکستان کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

National Book Foundation

1۔ پہاڑی علاقے

2۔ پہاڑی سطح مرتفع

3۔ میدانی علاقے

پہاڑی علاقے اور سطح مرتفع مجموعی طور پر پاکستان کے تقریباً 60 فیصد علاقے پر مشتمل ہیں۔ باقی 40 فیصد علاقہ میدانی ہے۔

ارض پاکستان کی جغرافیائی تقسیم

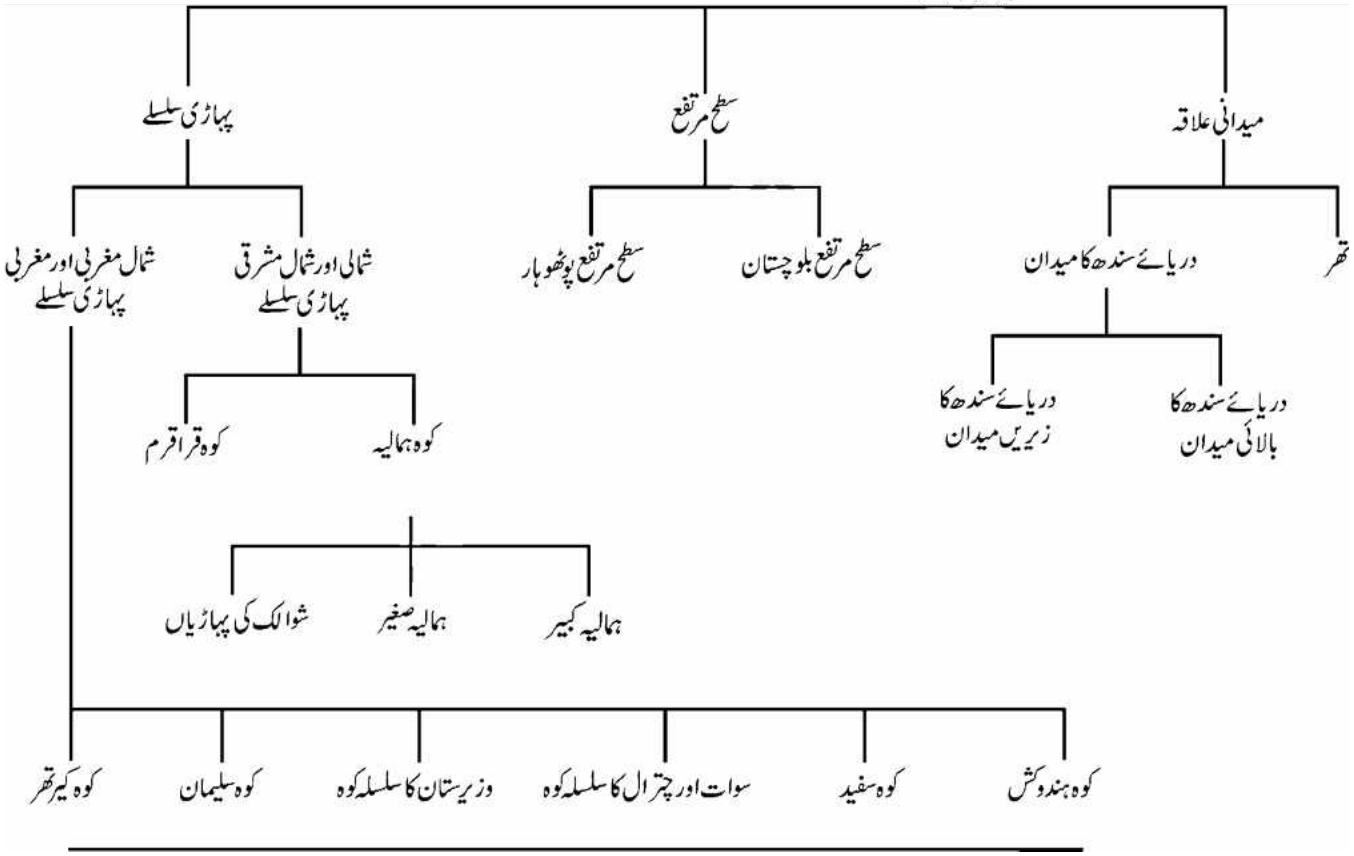

پاکستان کے موسم

موسم گرما:۔

اپریل سے شروع ہو کر ستمبر میں ختم ہوتا ہے۔

موسم سرما:۔

اکتوبر سے فروری تک چلتا ہے۔

موسم بہار:۔

پاکستان میں بہار کا موسم بہت مختصر ہوتا ہے، یہ مارچ اور اپریل دو مہینے کا ہوتا ہے۔

موسم برسات:۔

برسات کا موسم اگست سے اکتوبر تک رہتا ہے۔ ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں درجہ حرارت شدید نہیں ہوتا۔

بارش

ساحلی علاقہ:۔

ہوا میں سارا سال نمی رہتی ہے۔ لیکن بارش زیادہ نہیں ہوتی۔ بارش کی اوسط 175 ملی میٹر سالانہ ہے۔

برّی آب و ہوا کا میدانی علاقہ:۔

اس علاقے کی آب و ہوا عام طور پر خشک ہوتی ہے۔ شمال میں دامنِ کوہ کے کچھ علاقے کو چھوڑ کر تمام علاقے میں معمولی بارش ہوتی ہے۔

بری آب و ہوا کا پہاڑی علاقے:۔

اس میں شمالی اور شمال مغربی پہاڑی علاقہ شامل ہے۔ ان علاقوں میں موسم گرما میں بارش ہوتی ہے۔ مغربی پہاڑی علاقے کے وسطی حصے میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ مثلاً وزیرستان اور کوہستان کی سالانہ اوسط 250 ملی میٹر ہے لیکن شمال اور جنوب کی طرف پہنچتے پہنچتے ہوائیں آبی بخارات سے خالی ہو جاتی ہیں۔ اس لیے شمالی اور جنوبی علاقوں میں بارش کم ہوتی ہے۔ مثلاً شمال میں سکردو میں بارش کی اوسط 93 ملی میٹر ہے اور جنوب میں مکران کی اوسط 125 ملی میٹر سے کم ہے۔

سطح مرتفع بلوچستان کا بری آب و ہوا کا خطہ:۔

اس خطے میں بلوچستان کے شمال مغربی حصے کو شامل کیا جاتا ہے یہ علاقہ صحرائی نوعیت کا ہے جہاں بارش کی سالانہ اوسط 125 ملی میٹر سے کم ہے۔

درجہ حرارت کے لحاظ سے ارض پاکستان کی تقسیم (آب وہوائی خطے)

درجہ حرارت کے لحاظ سے پاکستان کو چار بڑے خطوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

شمال مغربی پہاڑی خطہ:۔

اس علاقے میں تقریباً آٹھ ماہ سخت سردی پڑتی ہے درجہ حرارت اکثر اوقات صفر درجے سینٹی گریڈ سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔

دریائے سندھ کا بالائی میدان:۔

پاکستان کا صوبہ پنجاب اور صوبہ کے پی کے کا بیشتر علاقہ اس خطے میں واقع ہے۔اس علاقے میں مئی، جون اور جولائی میں سخت گرمی پڑتی ہے۔آندھیاں چلتی ہیں۔اس علاقے میں مئی جون اور جولائی میں سخت گرمی پڑتی ہے۔آندھیاں چلتی ہیں۔درختوں کے پتے سوکھ کر جھڑ جاتے ہیں۔بعض مقامات پر درجہ حرارت 50 درجے سینٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔البتہ موسم سرما مختصر ہوتا ہے اور اتنا نا قابل برداشت نہیں ہوتا ہے۔مختصر وقفوں کے لیے سخت سردی پڑتی ہے لیکن چونکہ آسمان صاف رہتا ہے اس لیے موسم بہت جلد خوشگوار ہو جاتا ہے۔

سطح مرتفع بلوچستان:۔

سطح مرتفع بلوچستان کے اکثر علاقوں میں موسم سرما بہت شدید ہوتا ہے۔بعض اوقات شمالی ہوائیں چلنے سے درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔سردی اور گرمی دونوں موسم سخت ہوتے ہیں، موسم گرما میں چٹیل پہاڑ تپ جاتے ہیں جن کی وجہ سے سخت گرمی پڑتی ہے۔دنیا کے گرم ترین مقامات سبی اور جیکب آباد اسی علاقے میں واقع ہیں۔

دریائے سندھ کا زیریں میدان اور ساحلی علاقہ:۔

دریائے سندھ کے زیریں میدان میں ساحلی علاقہ بھی شامل ہے۔اس علاقے میں نسیم بحری کے باعث آب وہوا سارا سال معتدل رہتی ہے۔نسیم بحری کا اثر سمندر سے 80 کلو میٹر تک محسوس کیا جاتا ہے۔اس علاقے میں نہ سخت سردی پڑتی ہے اور نہ سخت گرمی۔درجہ حرارت میں اتار چڑھاؤ معمولی ہوتا ہے۔مثلاً کراچی کا درجہ حرارت جنوری سے مئی تک تقریباً 18 درجے سینٹی گریڈ سے 28 درجے سینٹی گریڈ تک رہتا ہے۔سال کے باقی سات مہینوں میں درجہ حرارت میں 7 درجے سینٹی گریڈ سے زیادہ کی کمی بیشی نہیں ہوتی۔سندھ کے باقی علاقے کا موسم پنجاب سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔

غیر متوازن اقتصادی ترقی اور علاقائی عدم توازن:۔

پاکستان کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں وسیع تفاوت پایا جاتا ہے۔اس تفاوت کے بہت سے پہلو ہیں یہ تفاوت طبعی بھی ہے اور انسانوں کا پیدا کردہ بھی۔ آئندہ سطور میں ہم مختلف پہلوؤں سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں پائے جانے والے عدم توازن اور تفاوت کا جائزہ لیں گے۔

پنجاب کی آبادی 7 کروڑ 36 لاکھ، سندھ کی آبادی 3 کروڑ 4 لاکھ، خیبر پختونخواہ صوبے کی ایک کروڑ 77 لاکھ اور بلوچستان کی صرف 65 لاکھ ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے یعنی پنجاب کی آبادی سب سے چھوٹے صوبے یعنی بلوچستان کے گیارہ گناہ سے بھی زائد ہے لیکن رقبے کی صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ صوبہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور پاکستان کے تقریباً 44 فیصد رقبے پر محیط ہے اس کے مقابلے میں پنجاب کا رقبہ صرف 26 فیصد ہے۔ ملک میں 2 لاکھ آبادی کے 23 شہروں میں سے صرف ایک بلوچستان کے حصے میں آتا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے پانچ بڑے شہروں میں سے صرف ایک (کراچی) صوبہ سندھ میں واقع ہے باقی چار شہروں کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے (بالترتیب لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان)

زندگی اور کاروبار کی بہتر سہولتیں میسر ہونے کی وجہ سے لوگ تیزی سے بڑے شہروں کا رخ کر رہے ہیں۔ اس رجحان کا نتیجہ یہ ہے کہ بڑے شہر بے ہنگم طریقے سے پھیلتے جا رہے ہیں۔ تمام سرمایہ کاری بڑے شہروں میں ہو رہی ہے، صحت اور تعلیم کی سہولتیں بھی بڑے شہروں میں مرتکز ہو رہی ہیں۔ زندگی کی بنیادی سہولتیں دیہات میں فراہم کرنے کی طرف توجہ بہت کم دی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دیہات میں محرومی کا احساس بڑھ رہا ہے۔

ایک ماہر اقتصادیات حامد شاہد کے الفاظ میں:

> ''اس صورت حال میں دولت و ثروت کے چند ایسے جزیرے وجود میں آجائیں گے جن کے گرد غربت اور افلاس کا ایک بے گراں سمندر پھیلا ہوا ہوگا۔''

روایتی ماہرین اقتصادیات کا خیال تھا کہ اقتصادی ترقی اور علاقائی عدم مساوات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بعض ماہرین کہتے ہیں کہ یہ ایک عارضی مسئلہ ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو خود حل کر لیتا ہے۔ لیکن جدید ماہرین اقتصادیات کہتے ہیں کہ اقتصادی تفاوت جب ایک مرتبہ پیدا ہو جاتا ہے تو کم ہونے کی بجائے ہمیشہ شدت اختیار کرتا ہے۔ اس کی عملی مثال یہ ہے کہ 1959ء میں مشرقی پاکستان کی فی کس آمدنی مغربی پاکستان کے مقابلے میں 32 فی صد کم تھی یہ فرق اگلے دس سال میں 61% ہو گیا۔ یہی عدم توازن ملک کے دولخت ہونے کا سبب بنا۔ اب بھی اس رجحان کو روکنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں جو آخری اعداد و شمار دستیاب ہیں ان کے مطابق سندھ میں فی کس سالانہ آمدنی کی شرح باقی تمام صوبوں سے زیادہ ہے۔ یہ شرح کے پی کے سے تین گنا، پنجاب سے ڈیڑھ گنا اور بلوچستان کے مقابلے میں دوگنا سے بھی زائد ہے۔ پنجاب کی فی کس سالانہ آمدنی کے پی کے سے دوگنا ہے۔ پھر صوبوں کے اپنے اندر بھی عدم توازن موجود ہے۔ مثلاً وسطی پنجاب جنوبی پنجاب کے مقابلے میں زیادہ آباد اور خوش حال ہے۔ یہی حال دوسرے صوبوں میں ہے۔

صنعتی ترقی کے اعتبار سے بھی ملک کے مختلف علاقوں میں وسیع عدم توازن پایا جاتا ہے۔ سندھ کی تمام تر صنعت کراچی اور حیدرآباد تک محدود ہے۔ پنجاب کی صنعتیں فیصل آباد، گوجرانولہ، سیالکوٹ، شیخوپورہ اور لاہور میں مرتکز ہیں۔ پنجاب کے باقی اضلاع صنعتی ترقی سے تقریباً محروم ہیں۔ بلوچستان اور کے پی کے میں صنعتی ترقی نہ ہونے کے برابر رہی۔ اگرچہ حکومت نے بلوچستان میں ''حب'' اور صوبہ کے پی کے میں ''گدون امازئی'' کے علاقے کو ٹیکس فری زون قرار دیا اور صنعتیں قائم کرنے کے لیے ترغیبات فراہم کیں اس طرح ان صوبوں میں کچھ صنعتیں قائم ہوئیں تاہم انہیں پنجاب اور سندھ کی سطح پر لانے کے لیے ایک لمبا سفر درکار ہے۔

اقتصادی ترقی کا ان بنیادی سہولتوں سے بہت گہرا تعلق ہے۔ جن کو عام طور پر ''انفراسٹرکچر'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل سہولتیں شامل ہیں۔

ریلوے، سڑکیں، ٹیلیفون، ٹیلی ویژن، اخبارات اور ڈاک کا نظام وغیرہ۔ ملک کے جن صوبوں میں اور صوبوں کے جن شہروں میں یہ سہولتیں موجود تھیں انہی میں ترقی کی رفتار تیز رہی اور فی کس آمدنی تیزی سے بڑھی۔ تعلیم یافتہ اور فنی مہارت رکھنے والے لوگوں نے لاہور، کراچی، کوئٹہ، پشاور اور دوسرے بڑے شہروں کا رُخ کیا۔ جہاں بینک، کالج، ہسپتال، تعلیمی ادارے اور ملازمت کے مواقع بکثرت دستیاب تھے۔

پس ماندہ علاقوں کو پس ماندہ رکھنے میں جاگیرداری نظام نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ جن علاقوں میں زمین چھوٹے زمینداروں کے پاس تھی انہی علاقوں میں زراعت نے ترقی کی مثلاً پنجاب میں لاہور، ساہیوال، سیالکوٹ، اوکاڑہ، شیخوپورہ، گوجرانولہ، فیصل آباد وغیرہ۔ عام طور پر صنعتیں بھی انہی اضلاع میں قائم ہوئیں۔ بڑے جاگیرداروں کا مسئلہ وسیع علاقوں پر پھیلی ہوئی اپنی رعایا پر اپنی حکومت کو برقرار رکھنا تھا لہٰذا وہ سمجھتے تھے کہ اگر لوگ تعلیم یافتہ یا خوش حال ہوتے گئے تو وہ ان کو جانوروں کی طرح نہیں ہانک سکیں گے جس کے وہ صدیوں سے عادی رہے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے تعلیم اور خوشحالی کی طرف جانے والے ہر راستے کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی۔

ترقی کا راستہ روکنے والی دوسری بڑی طاقت بیوروکریسی یعنی افسر شاہی تھی۔ اعلیٰ افسران نے پسندیدہ علاقوں کو شہری سہولتیں مہیا کیں۔ پاکستان جیسے اقتصادی لحاظ سے کمزور ملک کو ہمیشہ بجٹ خسارے کا سامنا رہا۔ اس خسارے کو کنٹرول کرنے اور افراطِ زر پر قابو پانے کے لیے اخراجات پر کٹوتی عائد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ افسر شاہی نے اس طرح کی کٹوتیاں ہمیشہ بہت سے پس ماندہ علاقوں کے اخراجات پر ہی عائد کی ہیں۔ کراچی، لاہور اور اسلام آباد جیسے شہروں کے ترقیاتی اخراجات ہمیشہ جوں کے توں رہتے ہیں بلکہ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

یہ صورت حال قومی زندگی اور قوم کے وجود کے لیے ایک ٹائم بم کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کے لیے محض چند سطحی نوعیت کے اقدامات کافی نہیں ہوسکتے۔ اس کے لیے ایک بنیادی اور ہمہ گیر معاشرتی اور سیاسی انقلاب کی ضرورت ہے۔ معاشرے کا استحصال کرنے والے طبقات کا زور توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے کی اقتصادی بنیاد مضبوط ہو۔ اقتصادی ترقی صرف امن اور صلح جوئی کے ماحول میں ممکن ہے۔ اصول حدیبیہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں امن کو پہلی ترجیح کا درجہ دینا چاہیے۔

انسانی زندگی پر موسموں کے اثرات

کرّہ ارض کے مختلف حصوں کا موسم ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ موسم لوگوں کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں کو متاثر کرتا ہے۔ ہم اپنے ہی ملک میں موسم کے انسانی زندگی پر اثرات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں مثلاً شمالی اور شمال مغربی پہاڑی علاقوں میں لوگ گھروں کی چھتیں ڈھلوان بناتے ہیں تاکہ وہ کثرت سے ہونے والی بارشوں اور برف باری کے اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔ کراچی، حیدرآباد اور صوبہ سندھ کے دوسرے علاقوں میں لوگ موسم گرما میں سمندر کی ٹھنڈی ہوا سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لیے اور گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لیے گھروں کی چھتوں پر چمنی نما روشن دان اور ہوادان بناتے ہیں۔ سرد شمالی علاقوں میں لوگ بھاری لباس پہنتے ہیں اور بیرون خانہ کھیل عموماً نہیں کھیلے جاتے۔ موسم سرما میں لوگ شدید سردی سے بچنے کے لیے یا تو گھروں میں بند ہو جاتے ہیں۔ یا روزگار کی تلاش میں میدانی علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔

صحرائی علاقوں میں چلنے والی ہوا موسم گرما میں دن کے وقت شدید گرم ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس ہوا کو "لوُ" کہتے ہیں۔اس کے ناگوار اثر کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان کے صحرائی علاقے تھل اور تھر کی آبادی بہت زیادہ نہیں ہے۔

کوہ ہندوکش کے جنوب میں بہت سے ایسے دریا بہتے ہیں جن کی لائی ہوئی مٹی کے باعث زمین زرخیز ہو جاتی ہے۔ یہ دریا چترال، سوات اور دیر سے ہو گزرتے ہیں۔ان وادیوں کے دیہات میں لوگ باغات لگاتے ہیں اور منافع بخش کاشتکاری کرتے ہیں۔

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں نے سر زمین پاکستان کو اس کی زرخیز ترین زمینوں کا تحفہ دیا ہے۔ان علاقوں کا موسم ہر قسم کی کاشتکاری کے لیے موزوں ہے۔ یہی دریا ہمارے شاندار نظام آبپاشی کا مرکزی منبع ہیں اسی وجہ سے ملک کی آبادی کا بڑا حصہ دریائے سندھ کے میدانی علاقوں میں رہتا ہے۔

عالمی تناظر میں پاکستان کے محل وقوع کی جغرافیائی اور تزویراتی اہمیت

عالم اسلام میں مرکزی حیثیت:۔

اپنے جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کو عالم اسلام میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ پاکستان مراکش سے انڈونیشیا تک پھیلے ہوئے اسلامی برادری کے ملکوں کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔ برادر اسلامی ممالک پاکستان کی اس امتیازی خصوصی حیثیت سے بخوبی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لیبیا کے نائب صدر عبدالسلام جالود نے اپنے دورہ پاکستان (1978ء) کے دوران یہ کہا تھا کہ پاکستان کو عالم اسلام میں قلب جیسی حیثیت حاصل ہے۔

عالمی سیاست میں اہم مقام:۔

جس وقت پاکستان معرض وجود میں آیا دوسری جنگ عظیم کا خاتمہ ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔امریکہ اور روس دو بڑی طاقتوں کی حیثیت سے سامنے آکر پوری دنیا کے معاملات کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔اس دور کو سرد جنگ کا دور کہا جاتا ہے۔ پاکستان کی اس وقت کی حکومتوں نے اس جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان سویت یونین کے خلاف امریکی اتحادیوں کی فرنٹ لائن ریاست بن گیا۔اور امریکہ کے زیر سرپرستی چلنے والے دفاعی معاہدوں سیٹو (Seato) اور سینٹو (Cento) کا ممبر بن گیا۔امریکہ سے غیر مشروط وفاداری کی یہ پالیسی صحیح تھی یا غلط اس بحث میں پڑے بغیر یہ بات بہر حال واضح ہے کہ پاکستان کو اپنے ابتدائی دنوں میں ہی یہ عالمی اہمیت اپنے جغرافیائی محل وقوع کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

تیسری دُنیا کی قیادت:۔

امریکی بلاک سے وفادارانہ وابستگی کی وجہ سے پاکستان کافی عرصے تک تیسری دنیا اور غیر جانبدار ممالک میں عزت کا وہ مقام حاصل نہیں کر سکا۔ جس کا یہ مستحق تھا تاہم جب سے پاکستان نے غیر جانبداری کی پالیسی پر عمل کرنا شروع کیا پاکستان کو تیسری دنیا میں احترام کی نظر سے دیکھا جانے لگا ہے۔1979ء میں اس وقت کے صدر پاکستان کو ہوانا میں ہونے والی غیر جانبدار کانفرس میں اور پھر 1980ء میں اقوام متحدہ میں عالم اسلام کی نمائندگی کے لیے منتخب کیا گیا۔ یہ پاکستان کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔

توسیع پسندی کے راستے میں رکاوٹ:۔

پاکستان نے اپنے محدود وسائل کے باوجود افغانستان میں روسی توسیع پسندی کے خلاف نہایت مضبوط موقف اختیار کیا۔ افغانستان پر روسی قبضے کے بعد پوری دنیا کو اس امر کا احساس ہو گیا تھا کہ پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جو روس کا راستہ روک سکتا ہے۔ پاکستان کی شاندار مزاحمت سوویت یونین کی سپر پاور کی تباہی کا باعث بن گئی۔

جغرافیائی اہمیت:۔

پاکستان جغرافیائی لحاظ سے دنیا کے نہایت اہم اور مرکزی خطے میں آباد ہے۔ پاکستان سے ریل اور سڑک کے راستے میں مشرق بعید کے ممالک سے ایران، ترکی اور یورپی ممالک تک کا سفر کیا جاسکتا ہے۔ کراچی کے ہوائی اور بحری اڈے یورپ اور ایشیا کے درمیانی فضائی اور سمندری رابطے کا نہایت اہم ذریعہ ہیں، پاکستان کے پاس گرم پانی کی ایسی بندرگاہیں موجود ہیں جن میں سارا سال جہاز رانی ممکن ہے۔

افغانستان اور وسطی ایشیا کی خشکی میں گھری ہوئی ریاستوں کے لیے راہداری:۔

جب پاکستان قائم ہوا تو پاکستان کے شمال میں سویت یونین کی عظیم عالمی طاقت اپنے عروج کے دور سے گزر رہی تھی۔ سویت یونین رقبے کے اعتبار سے دُنیا کی سب سے بڑی ریاست تھی۔ اگرچہ پاکستان کی کوئی سرحد سویت یونین سے متصل نہیں ہے لیکن پاکستان کو سویت یونین کی ریاست سے تاجیکستان سے جدا کرنے والی افغانستان کے علاقے واخان کی پٹی اتنی تنگ ہے کہ سویت یونین کو آسانی سے پاکستان کا ہمسایہ کہا جاسکتا ہے۔ اپنے تنگ ترین مقام پر اس پٹی کی چوڑائی 20 کلومیٹر ہے۔ 1989ء میں افغانوں کی مسلح جدوجہد کے نتیجے میں روس افغانستان سے نکل گیا بعد ازاں 1991ء میں بعض داخلی عوامل کی وجہ سے سویت یونین اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور اس میں شامل ریاستیں آزاد ہو گئیں۔ ان میں سب سے اہم ریاست روس ہے۔ بہت سی مسلم ریاستیں بھی سویت یونین میں شامل تھیں جو اب آزاد ہو چکی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ تاجیکستان، ازبکستان، ترکمانستان، قازقستان اور کرغیزستان۔ ان سب ریاستوں کو بحیثیت مجموعی وسطی ایشیا کی مسلم ریاستیں کہا جاتا ہے۔ افغان عوام اور وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے دوستانہ تعلقات قائم ہیں اور ان تعلقات کی سب سے بڑی وجہ اسلامی اخوت کا وہ رشتہ ہے جو ان کے درمیان سب سے بڑی اور مشترک قدر ہے۔ افغانستان اور وسطی ایشیا کی اکثر ریاستیں خشکی میں گھری ہوئی ہیں۔ یعنی ان کے علاقے کے ساتھ سمندر کا اتصال نہیں ہے۔ سابقہ سویت یونین کے جو علاقے سمندر کے کنارے واقع ہیں ان کا المیہ یہ ہے کہ ان میں شدید سردی پڑتی ہے جس کی وجہ سے سمندر کا پانی سارا سال منجمد رہتا ہے۔ لہٰذا اس میں جہاز رانی ممکن نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو سال میں صرف چند ماہ۔ سمندری ٹرانسپورٹ چونکہ سامان کی آمدورفت کا سب سے سستا طریقہ ہے۔ لہٰذا آج کی دنیا میں کوئی ملک سمندری تجارت کے بغیر اپنی معیشت کا توازن قائم نہیں رکھ سکتا۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے گرم پانی کے ایسے سمندروں سے نوازا ہے جن میں سارا سال جہاز رانی ممکن ہے۔ پاکستان کے پاس دو اعلیٰ درجے کی بندرگاہیں کراچی اور پورٹ قاسم موجود ہیں نیز دوسری بندرگاہوں، کیٹی بندر اور گوادر کی تعمیر کا منصوبہ بھی مکمل ہو چکا ہے۔

پاکستان ابتداء ہی سے افغانستان اور سویت یونین کو راہداری کی سہولتیں فراہم کرتا رہا ہے۔ یعنی ان ممالک کو جانے والا سامان بحری جہازوں کے ذریعے پاکستان کی بندرگاہوں پر اترتا ہے اور زمینی ٹرانسپورٹ کے ذریعے افغانستان اور وسطی ایشیا کی ریاستوں نیز روس وغیرہ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس سہولت کو مزید بہتر بنانے کے لیے گذشتہ صدی کے آخری عشرے میں موٹرویز کا ایک منصوبہ شروع کیا گیا تھا جس کے آٹھ میں سے چھ سیکشن مکمل ہو چکے ہیں۔

سیّاحوں کی دلچسپی کے مقامات

سیاحت کے تین بڑے مقاصد ہوتے ہیں۔

1۔ تحقیق

2۔ معلومات میں اضافہ اور حصول علم

3۔ تفریح

پاکستان میں سیّاحوں کی ان تینوں ضروریات کی تسکین کے وافر مواقع موجود ہیں۔ پاکستان میں سیاحوں کی دلچسپی کے مقامات کو بھی ہم تین اقسام میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

1۔ آثارِ قدیمہ

2۔ تاریخی عمارات

3۔ صحت افزاءاور قابل دید مقامات

جہاں ایک طرف ہمارے آثار قدیمہ اور ہماری تاریخی، عمارات طالبان علم اور صاحبان تحقیق کے لیے دنیا بھر میں ایک اعلیٰ اور منفرد حیثیت کی حامل ہیں وہیں دوسری طرف ہمارے صحت افزاءاور قابل دید مقامات کا شمار بھی دنیا کے حسین ترین تفریحی مقامات میں ہوتا ہے۔ آثارِ قدیمہ اور تاریخی عمارات کا جائزہ ہم باب 6 میں لیں گے۔ یہاں ہم صرف صحت افزاءاور قابل دید مقامات کا مختصر سا تذکرہ کریں گے۔

پاکستان کے شمالی پہاڑ سطح سمندر سے اپنی بلندی کے باعث سردی کے موسم میں برف کی چادر اوڑھ لیتے ہیں۔ شدید سردی کے باعث نومبر سے فروری تک ان علاقوں میں زندگی کا ہنگامہ سرد پڑ جاتا ہے۔ بعض علاقوں سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اپنے مویشیوں کو لے کر میدانی علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن موسم بہار کے آتے ہی زندگی کی رونقیں واپس لوٹنا شروع ہو جاتی ہیں۔ نہ صرف ان علاقوں کے باسی اپنے گھروں کو واپس لوٹ آتے ہیں بلکہ جوں جوں گرمی میں اضافہ ہوتا ہے اندرون ملک اور بیرون ملک سے لاکھوں سیّاح ان علاقوں کے بے مثال قدرتی حسن اور سحر انگیز موسم سے لطف اندوز ہونے کے لیے ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخواہ اور پنجاب میں واقع اکثر پہاڑی مقامات سطح سمندر سے 6 ہزار سے 8 ہزار فٹ تک بلند ہیں اس لیے موسم گرما میں ان کی آب و ہوا بہت خوشگوار ہوتی ہے۔

صوبہ پنجاب کے تفریحی مقامات مری اور پتریاٹہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ مری سے ساٹھ ستر کلومیٹر کے اندر اندر مزید بلندی کی طرف بڑھتے ہوئے صوبہ خیبر پختونخواہ کی حدود میں واقع پہاڑی اسٹیشن ایوبیہ، خانس پور اور نتھیا گلی واقع ہے۔ صوبہ خیبر پختونخواہ میں واقع وادیِ کاغان اور وادی سوات کا شمار دنیا کی حسین ترین وادیوں میں ہوتا ہے۔ وادیِ کاغان کی انتہائی بلندی پر واقع جھیل سیف الملوک تک پہنچنا دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے ایک حسین خواب کا درجہ رکھتا

ہے۔ شو گران اور سری پایہ بھی اسی کے گرد و نواح میں واقع ہے۔ سید و شریف، مرغزار، بحرین اور کالام وادی سوات میں سیاحوں کی دلچسپی کے اہم ترین مراکز ہیں۔ مالم جبہ اور میاں دم نسبتاً نئے سیاحتی مراکز کی حیثیت سے تیزی سے اپنا مقام بنا رہے ہیں۔

جو سیاح تاریخ سے تھوڑی سی واقفیت رکھتا ہو گا وہ پاکستان کے تاریخی راستوں سے گزرتے ہوئے یہ محسوس کرے گا کہ وقت اسے ماضی کی دھند میں لپٹے ہوئے اجنبی زمانوں میں لے گیا ہے۔ افغانستان سے طورخم کے راستے پاکستان میں داخل ہو کر لہراتی بل کھاتی خشک پہاڑی گزرگاہوں سے گزر کر درہ خیبر کے راستے پشاور میں داخل ہونے والی شاہراہ فاتحین اور تجارتی قافلوں کا قدیم ترین راستہ ہے۔ آریہ، سیتھین، پارتھین، یونانی بیکٹرین، کشان، ہن، ترک، منگول اور پھر مغل انہی راستوں سے چل کر جنوبی ایشیا کی سرزمین پر آئے۔

کے پی کے کا صدر مقام پشاور ایک قدیم شہر ہے جو قلعہ بالا حصار، تانبے کے منقش برتنوں، کڑھائی اور شیشیوں سے مزین واسکٹوں، چپل اور چپلی کباب کی اشتہاء انگیز خوشبو سے بھرے بازاروں کے لیے مشہور ہے، ان بازاروں میں قصہ خوانی بازار کو ایک افسانوی حیثیت حاصل ہے۔

یونانی فاتح سکندر اعظم نے اس مقام سے ذرا نیچے کی طرف ایک مقام پر دریائے سندھ کو عبور کیا تھا جہاں اب اٹک کا پل ہے۔ پشاور سے پاکستان کے جدید دارالحکومت اسلام آباد کی طرف بڑھتے ہوئے اسلام آباد سے سولہ کلو میٹر پہلے ٹیکسلا کے کھنڈرات ہیں جو بدھ مت کے عظیم حکمران اشوک کے شاندار دورِ حکومت کے یادگاروں کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔

کے پی کے صوبے کا صدر مقام پشاور اپنی قدامت اور تاریخی روایات کے باعث محققین کے لیے دلچسپی کا باعث ہے۔ پنجاب میں یہی حیثیت لاہور، ملتان، بہاولپور اور قصور جیسے شہروں اور بھیرہ (ضلع سرگودھا) جیسے تاریخی قصبات کو حاصل ہے۔

ضلع خوشاب میں وادی سون کا شہر سکیسر ایک صحت افزاء مقام کی حیثیت رکھتا ہے اور موٹروے کی تعمیر کے بعد موروں کی وادی کلر کہار میں بھی سیاحوں کی دلچسپی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

چونکہ صوبہ سندھ کے ساحلی علاقے کی آب و ہوا سردی اور گرمی دونوں موسموں میں معتدل رہتی ہے۔ اس لیے کراچی میں سیاحت کی غرض سے آنے والے زیادہ تر موسم سرما کا انتخاب کرتے ہیں۔ کلفٹن اور ہاکس بے نہایت ترقی یافتہ اور خوش منظر ساحلی تفریح گاہیں ہیں۔ ساحل کے قریب ہی منوڑہ کا خوبصورت جزیرہ مرکز نگاہ ہے۔ اندرونِ سندھ منچھر اور ہالیجی جھلیں بہت پر فضا مقامات ہیں۔

صوبہ بلوچستان کا سب سے اہم صحت افزاء مقام زیارت ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں بانی پاکستان قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے، کوئٹہ کے قریب حنہ جھیل اور بہت سے دیگر چھوٹے چھوٹے تفریحی مقامات ہیں۔

شمال میں قراقرم کے سلسلہ کوہ میں کے ٹو واقع ہے جو دنیا کی بلند ترین چوٹی ہے لیکن کوہ پیماؤں کے لیے اس کو سر کرنا ایورسٹ سے بھی زیادہ مشکل اور حوصلہ طلب ہے۔

چترال کی سرزمین میں تین وادیاں ہیں، بمبوریت، رمبور اور بیریر،ان وادیوں کے مکین کالاش اور کافر کہلاتے ہیں۔ وادی ہنزہ اپنے حسین مناظر کے ساتھ خوبصورت اور صحت مند لوگوں کی وجہ سے بھی سیاحوں کے لیے ایک خواب کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہنزہ میں اوسط انسانی عمر دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے۔اس علاقے میں تعمیر کی گئی شاہراہ قراقرم جو قدیم زمانے میں ریشم کی تجارت کرنے والے سیاحوں کے قافلوں کی وجہ سے شاہراہ ریشم کہلاتی تھی، پاکستان کو عوامی جمہوریہ چین سے ملاتی ہے اور دنیا کی بلند ترین شاہراہ ہے۔

لاہور دیارِ مشرق کا قلب ہے اس شہر کے تہذیبی اور روحانی کمالات کی کوئی حد نہیں۔ عظیم صوفی بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے لاہور کو ''شہروں کا قطب'' کہا تھا۔لاہور میں مغل عہد کی یادگاریں بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ، شالامار باغ، جہانگیر اور نور جہان مقبرے پر ہیں۔ برطانوی عہد کی یادگار لاہور کی خوبصورت مرکزی سڑک دی مال ہے جسے اب شاہراہ قائداعظم کا نام دیا گیا ہے۔اس شاہراہ پر گرجوں کی پر شکوہ خوبصوت عمارات، گورنمنٹ کالج اور پنجاب یونیورسٹی کی قدیم عمارات ہیں، شاہراہ قائداعظم پر ہی لاہور کے تاریخی عجائب گھر کی عمارت ہے اور اس کے سامنے زمزمہ توپ نصب ہے جس کو مشہور انگریزی ادیب کپلنگ نے ایک افسانوی حیثیت دے دی ہے۔

سر سبز پنجاب اور ہڑپہ پھر صحرائی پنجاب اور مدینۃ الاولیاء ملتان، کھجوروں میں گھرے ہوئے بہاولپور اور شاہراہ پاکستان سے کسی قدر فاصلے پر واقع موہن جوڈرو سے گزرتے ہوئے جب ہم جنوب کی ساحلی شہر کراچی پہنچتے ہیں تو پاکستان کی ثقافت کا ایک نیا رخ سامنے آتا ہے۔ کراچی بین الاقوامی ثقافت کا شہر ہے۔ سیاح کراچی کے ساحلوں پر اونٹوں کی سواری کا لطف اٹھاتے ہیں اور بے کراں سمندر کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کراچی سے صوبہ سندھ کے دوسرے تہذیبی مراکز ٹھٹھہ اور بھنبھور بھی زیادہ دور نہیں ہیں۔مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع پاکستان کا جدید ترین دارالحکومت اسلام آباد اب اپنی فیصل مسجد، درسگاہوں، حکومت کے ایوانوں اور خوبصورت تفریحی مراکز کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔

پاکستان کی سرزمین قدرتی حسن کی دولت سے مالامال ہے۔ لیکن وسائل کی کمی کے باعث ابھی تک پاکستان کے سیاحتی مقامات کو عالمی معیار کے مطابق ترقی نہیں دی جاسکی۔ سیاحتی اور تفریحی مقامات پر عالمی معیار کی سہولتیں مہیا کر کے ہم نہ صرف قیمتی زرمبادلہ کما سکتے ہیں بلکہ عالمی برادری میں پاکستان کو ایک شاندار تہذیبی سرمائے کے حامل خوبصورت اور امن پسند ملک کی حیثیت سے پیش کر سکتے ہیں۔

نقشہ بینی

نقشہ زمین کے کسی حصے کی ایسی تصویر کو کہتے ہیں جو اس کی بعض مخصوص خصوصیات کو ظاہر کرنے کے لیے بنائی گئی ہو۔ نقشہ خشکی اور سمندر دونوں کو ظاہر کرنے کے لیے بنایا جاسکتا ہے۔ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نقشہ فوٹو گراف نہیں ہوتا بلکہ خاکہ ہوتا ہے جو لائنوں اور علامات کے ذریعے اپنا مدّعا ظاہر کرتا ہے۔ نقشوں کی تین اہم اقسام ہیں:

1۔ سیاسی اور انتظامی نقشے براعظموں، ملکوں، اضلاع اور شہروں کی حدود کو ظاہر کرتے ہیں۔

2۔ طبعی نقشے جو پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں، وادیوں اور میدانوں وغیرہ کو ظاہر کرتے ہیں۔

3۔ **سطح نما نقشے**: ریلیف میپ یا سطحی نما نقشوں میں مختلف رنگوں سے سطح زمین (پہاڑوں اور میدانوں وغیرہ) کی سطح سمندر سے بلندی کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

جب آپ ایک نقشے کو سامنے رکھیں گے تو عموماً اس کی اوپر والی سمت میں شمال نیچے کی جانب جنوب آپ کے بائیں ہاتھ مغرب اور دائیں ہاتھ مشرق ہو گا۔

خطوط طول بلد اور عرض بلد:۔

کرّہ ارض کے مدور (گول) ماڈل کو گلوب کہتے ہیں۔ دنیا چونکہ گول ہے اس لیے اس کا کوئی بھی نقشہ جو ہموار کاغذ پر بنایا جائے گا اس کی صحیح صورت حال کو واضح نہیں کرے گا۔ کرہ ارض بہت بڑا وسیع ہے اس لیے اس پر کسی مقام کی نشان دہی بہت مشکل کام ہے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے جغرافیہ دانوں نے کرہ ارض پر کچھ فرضی خطوط قائم کیے ہیں۔ ان میں سے کچھ خطوط اوپر سے نیچے یعنی شمال سے جنوب کی طرف اس طرح آتے ہیں جیسے خربوزے پر پڑی ہوئی لکیریں، دیکھیے، شکل نمبر 1، ان کو خطوطِ طول بلند کہا جاتا ہے۔ چونکہ ایک مکمل دائرے میں 360 درجے ہوتے ہیں اس لیے خطوط طول بلد کی تعداد بھی 360 مقرر کی گئی ہے۔ ان میں سے کسی خط کا درجہ صفر فرض کرنا ضروری تھا تاکہ دوسرے خطوط کو اس کی نسبت سے درجے دیئے جا سکیں۔ 1884ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس خط کو Prime Meridian کا نام دیا جائے اور یہ فرض کیا جائے کہ یہ خط برطانیہ کے شہر گرینچ (Greenwich) سے گزرتا ہے۔ اس خط کے مغرب میں واقع خطوط کو W سے اور مشرق میں واقع خطوط کو E سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ گرینچ سے عین 180 درجے مخالف سمت میں قائم کئے گئے فرضی خط کو IDL یا International Date Line کہا جاتا ہے۔ یہ نہ مشرق ہے نہ مغرب۔ جب ہم مغرب سے آکر IDL کو عبور کرتے ہیں تو تاریخ ایک دن آگے بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم مشرق سے مغرب کی طرف IDL کو عبور کرتے ہیں تو تاریخ ایک دن پیچھے چلی جاتی ہے۔

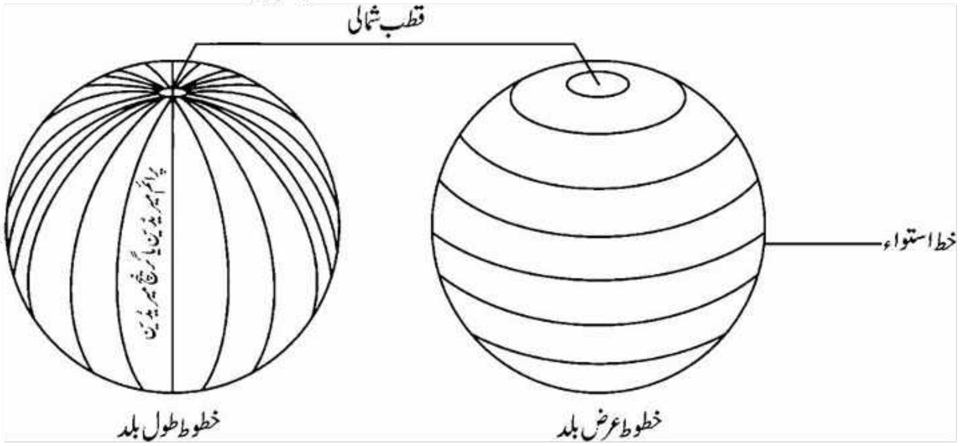

خطوطِ طول بلد کے مخالف سمت میں کرہ ارض کے عین وسط میں ایک خط فرض کیا گیا ہے جس کو خط استواء Equator کہتے ہیں۔ خط استواء سے زمین کے بالائی نقطے تک کے علاقے کو شمالی نصف کرہ اور خط استواء سے زمین کے زیریں نقطے تک کے علاقے کو جنوبی نصف کرّہ کہا جاتا ہے۔ ہر نصف کرّے

میں نوے نوے خطوط فرض کئے گئے ہیں جنوبی خطوط کو S سے اور شمالی خطوط کو N سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ قطب شمالی 90^{on} درجہ ہے اور قطب جنوبی کا 90^{os}۔

ان فرضی خطوط سے بننے والے خانوں کو جال یا Grids کہا جاتا ہے جب ہم کرہ ارض پر کسی مقام کا تعین کرنا چاہتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ مقام اتنے درجے طول بلد اور اتنے درجے عرض بلد کے درمیان واقع ہے مثلاً پاکستان کا محل وقوع بیان کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ پاکستان 24 سے 36 شمالی عرض بلد اور 61 اور 75 مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔

پاکستان کے ہمسایہ ممالک اور پاکستان کی صوبائی تقسیم

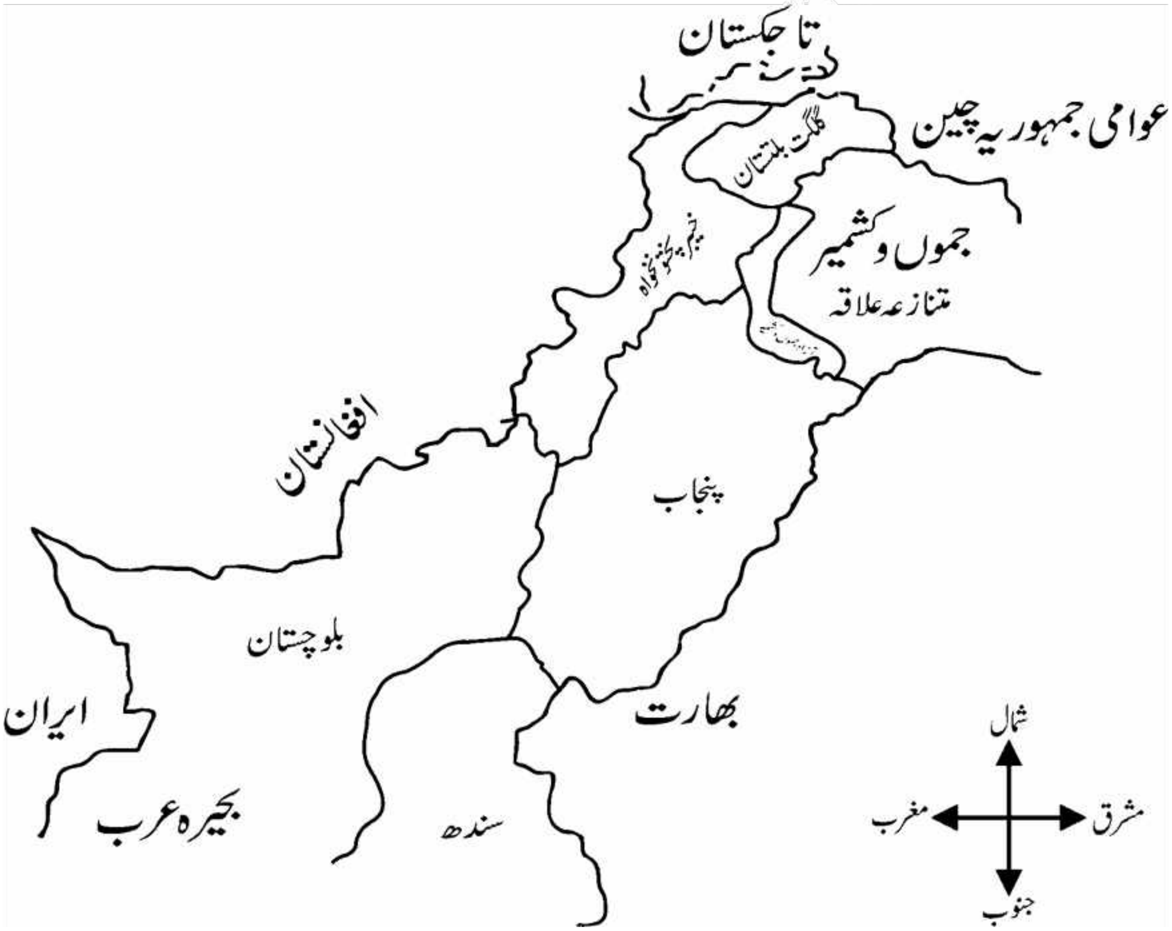

پاکستان کے دریا اور سندھ کا بالائی زیریں میدان
توانائی کے ذرائع

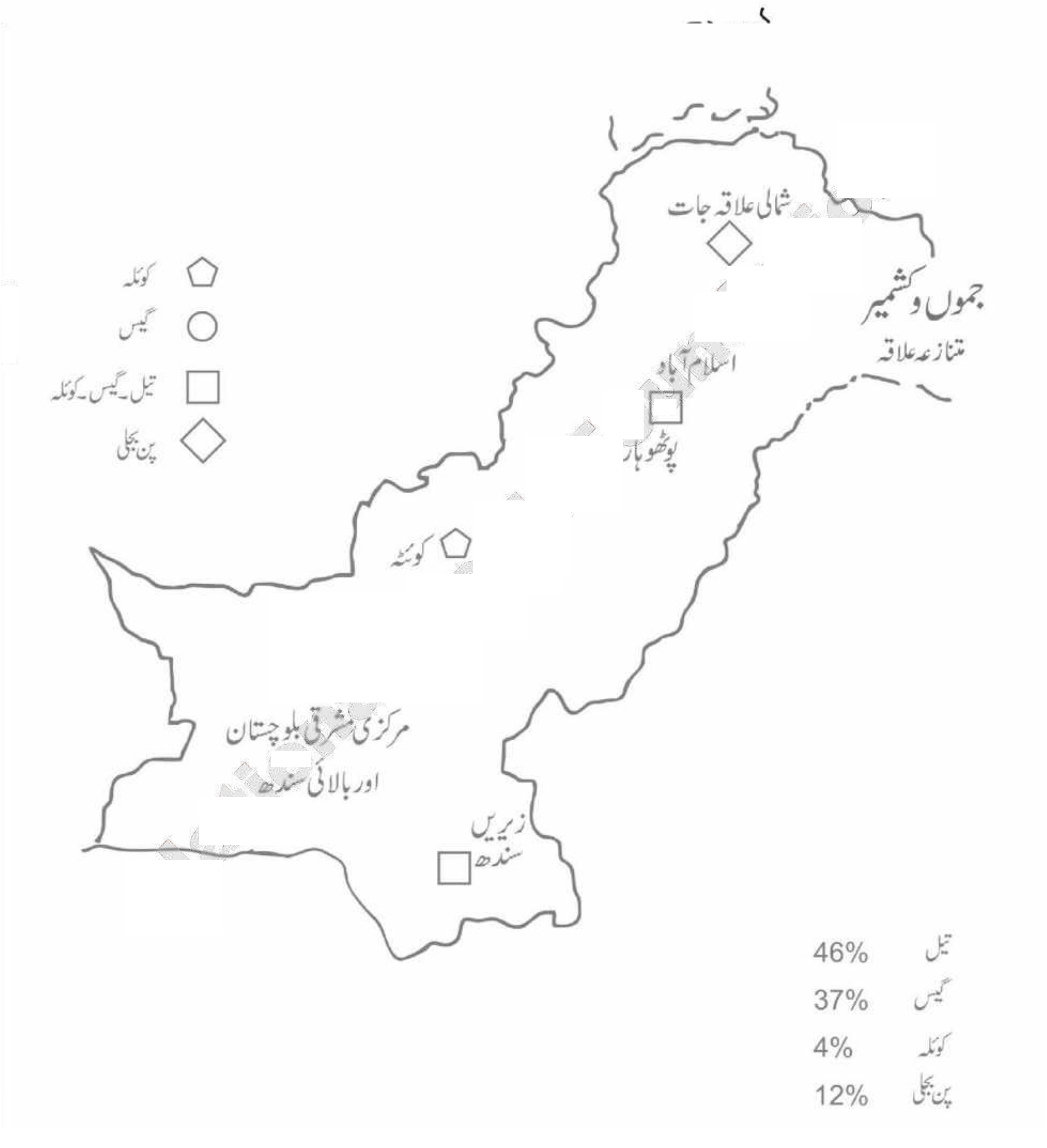

معدنیات
صحرائی علاقہ جات

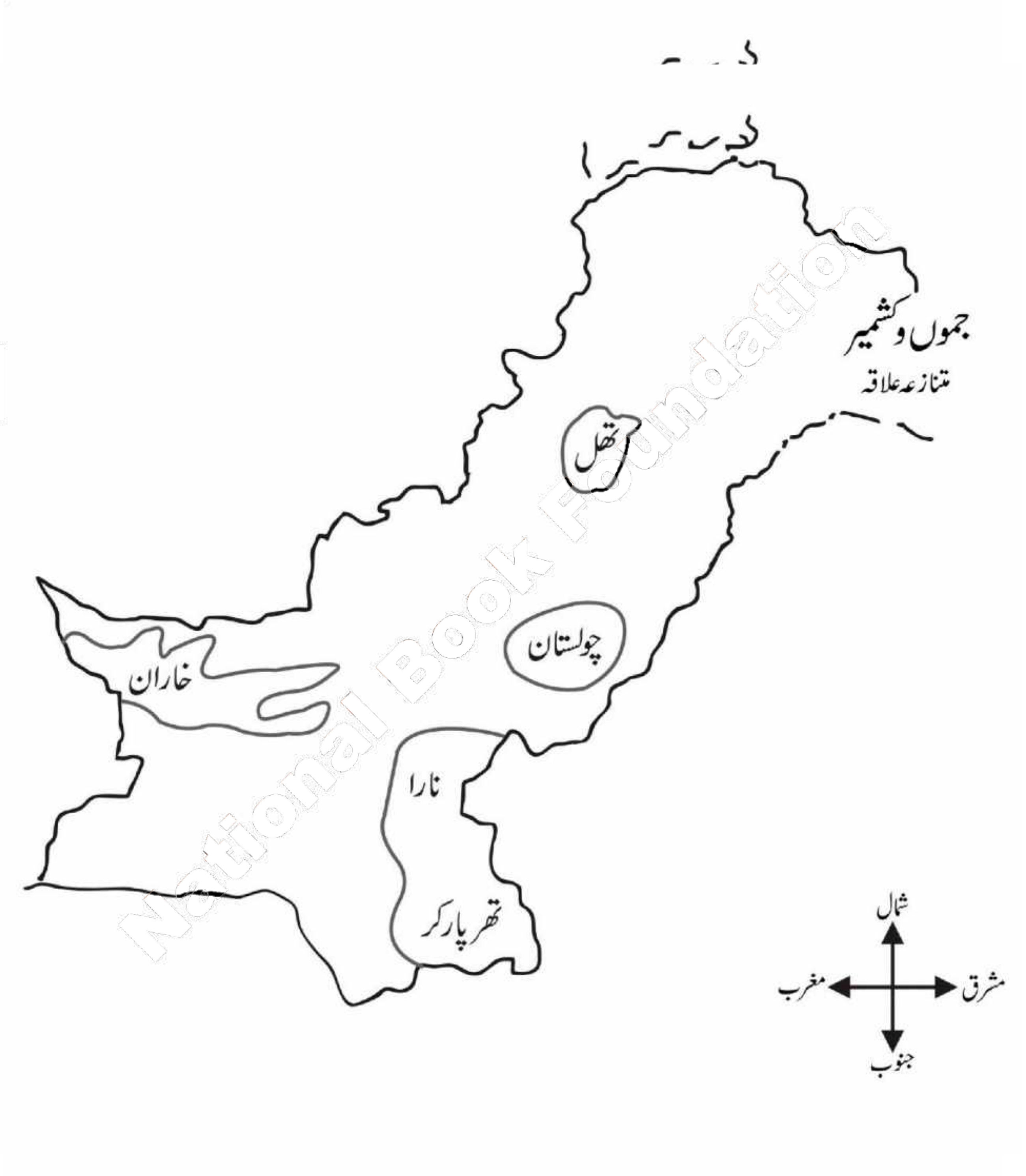

زرعی پیداوار

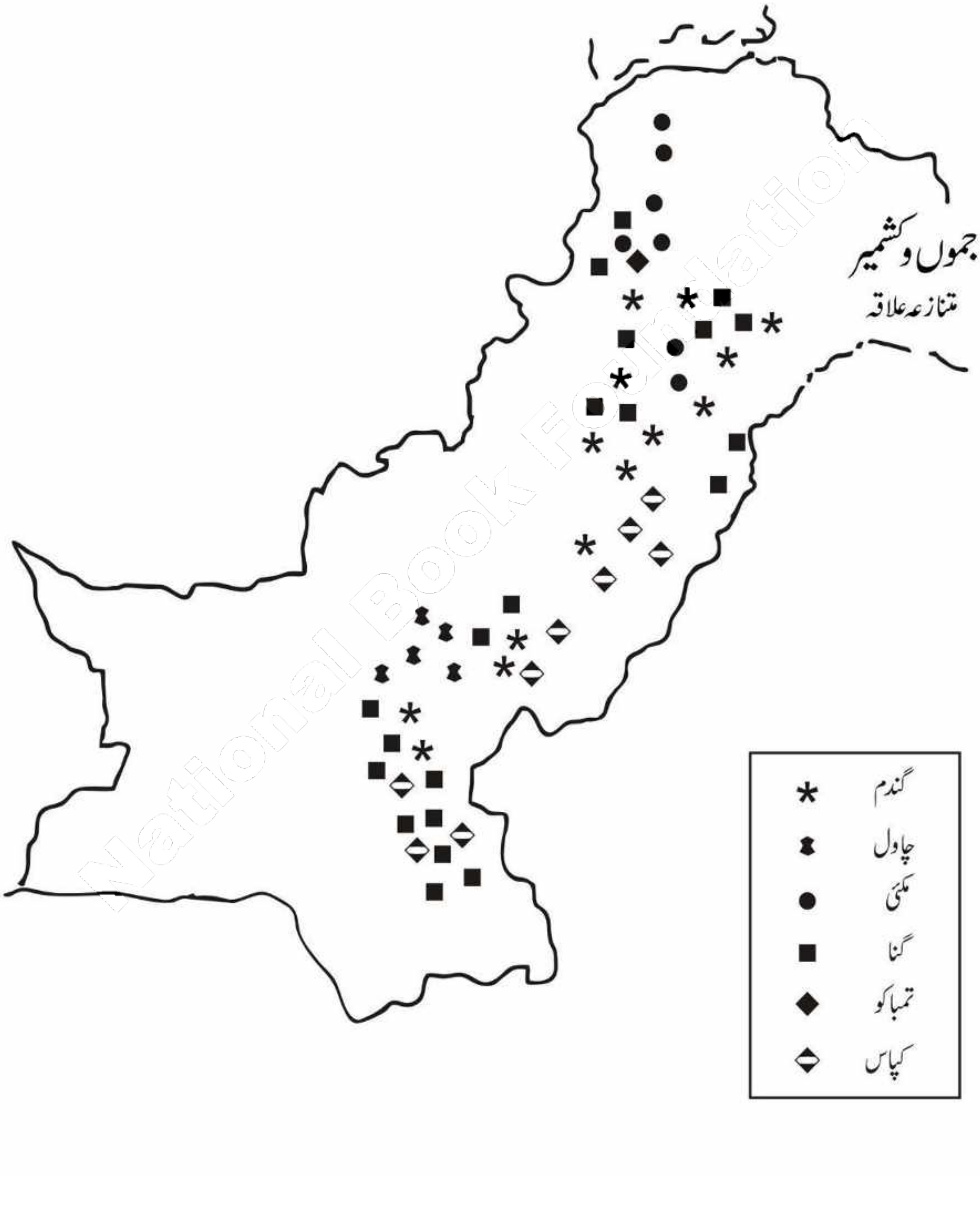

مشق

1۔ خالی جگہ ایسے الفاظ سے پُر کیجیے کہ بیان بامعنی ہو جائے۔

1۔ عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ پاکستان کی ____________ کلو میٹر لمبی سرحد ملتی ہے۔
2۔ تاجکستان کو پاکستان سے افغانستان کے علاقے ____________ کی ایک تنگ سی پٹی جدا کرتی ہے۔
3۔ گلگت اور بلتستان کی سرحدیں ہمسایہ ملک ____________ سے ملتی ہیں۔
4۔ سرد جنگ کے دور میں پاکستان نے عالمی طاقت ____________ کا ساتھ دیا۔
5۔ بھیرہ کا تاریخی قصبہ ضلع ____________ میں واقع ہے۔
6۔ ٹیکسلا کے کھنڈرات بدھ مت کے عظیم حکمران ____________ کی یادگار ہیں۔
7۔ اسلام آباد ____________ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے۔
8۔ فرضی خط Prime Meridian برطانیہ کے شہر ____________ سے گزرتا ہے۔
9۔ ایک مکمل دائرے میں ____________ درجات ہوتے ہیں۔
10۔ کرہ ارض کے مدور ماڈل کو ____________ کہتے ہیں۔

2۔ ہر سوال کے آگے قوسین میں دیئے گئے تین جوابات میں سے مناسب ترین جواب کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے۔

1۔ بھارت اور پاکستان کی مشترکہ سرحد کی لمبائی ____________ کلو میٹر ہے۔ (2100,909,2612)
2۔ پاکستان کا تقریباً ____________ فی صد علاقہ میدانی ہے۔ (60 فیصد، 40 فیصد، 90 فیصد)
3۔ پاکستان کے ساحلی علاقے میں بارش کی سالانہ اوسط ____________ ملی میٹر ہے۔ (100،275،175)
4۔ صوبہ بلوچستان پاکستان کے ____________ فیصد رقبے پر محیط ہے۔ (80 فیصد، 40 فیصد، 44 فیصد)
5۔ قلعہ بالا حصار صوبہ ____________ میں واقع ہے۔ (خیبر پختونخواہ، سندھ، پنجاب)
6۔ مدینتہ اولیاء ____________ کو کہا گیا ہے۔ (ملتان، اوکاڑہ، راولپنڈی)
7۔ بلوچستان کے صحت افزاء مقامات میں ____________ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ (مری، سوات، زیارت)
8۔ ____________ میں روس کی عالمی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ (2001،1979،1989)
9۔ پاکستان کی سرحدیں چین کے مسلم اکثریتی صوبہ ____________ سے ملتی ہے۔ (اترپردیش، ہانگ کانگ، سنکیانگ)

3۔ ص (صحیح) یا غ (غلط) کے اوپر دائرہ لگا کر درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ پاکستان کی سب سے لمبی سرحد بھارت سے ملتی ہے۔ ص غ
2۔ پاکستان میں صرف ایک سطح مرتفع ہے جس کا نام سطح مرتفع بلوچستان ہے۔ ص غ
3۔ دریائے سندھ کے زیریں میدان میں نسیم بحری کا اثر 80 کلو میٹر تک محسوس کیا جا سکتا ہے ص غ
4۔ سبی اور جیکب آباد کا شمار دنیا کے اعلیٰ ترین صحت افزاء مقامات میں ہوتا ہے۔ ص غ
5۔ پنجاب رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب بڑا صوبہ ہے۔ ص غ

6۔ پنجاب میں فی کس سالانہ آمدنی کے پی کے سے دوگنا ہے۔ ص غ

7۔ IDL نہ مشرق نہ مغرب۔ ص غ

8۔ جب ہم IDL کو مشرق سے مغرب کی طرف عبور کرتے ہیں تو تاریخ ایک دن پیچھے چلی جاتی ہے۔ ص غ

9۔ کرہ زمین پر خربوزے کی لکیروں کی شکل میں قائم کئے گئے فرضی خطوط کو خطوط طول بلد کہا جاتا ہے۔ ص غ

10۔ سطح نما نقشے کو ریلیف میپ بھی کہا جاتا ہے۔ ص غ

4۔ کالم الف کے اندراجات کو کالم ب سے لائن کے ذریعے اس طرح ملایئے کہ دونوں کا تعلق واضح ہو جائے۔

کالم الف	کالم ب
دفاعی معاہدہ	ہوا نا 1979ء
غیر جانبدار کانفرنس	CENTO
روس اور وسطی ایشیا	اقوام متحدہ 1980ء
واخان	20 کلو میٹر
صدر پاکستان	گرم پانی

5۔ ہر سوال کا جواب دو سے پانچ سطور میں لکھیے۔

1۔ طول بلد اور عرض بلد کے اعتبار سے پاکستان کی وسعت نیز رقبہ تحریر کیجیے۔

2۔ پاکستان کے حدود اربعہ تحریر کیجیے (یعنی بتایئے کہ پاکستان کے کس کس طرف کونسے ممالک واقع ہیں اور ان سے پاکستان کی مشترکہ سرحد کی لمبائی کتنی ہے)

3۔ شمال مغربی اور مغربی سلسلے کے پہاڑوں کے نام لکھیے۔

4۔ پاکستان کے موسموں پر نوٹ لکھیے۔

5۔ بری آب و ہوا کے پہاڑی علاقوں پر نوٹ لکھیے۔

6۔ پاکستان کے مختلف خطوں میں آبادی کا تفاوت بیان کیجیے۔

7۔ صنعتی ترقی کے اعتبار سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں پائے جانے والے عدم توازن پر نوٹ لکھیے۔

8۔ عالم اسلام میں پاکستان کی مرکزی حیثیت مختصراً بیان کیجیے۔

9۔ سیاحت کے تین بڑے مقاصد بیان کیجیے۔

10۔ سیاحوں کی دلچسپی کے مقامات کو کن عنوانات کے تحت مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

11۔ کے پی کے اور پنجاب کے اہم تفریحی (پہاڑی) مقامات کا تذکرہ کیجیے۔

12۔ سیاحت کے نقطہ نظر سے پشاور کیوں اہم ہے؟

6۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔

1۔ درجہ حرارت کے لحاظ سے ارض پاکستان کی تقسیم پر نوٹ لکھیے۔

2۔ ''غیر متوازن اقتصادی ترقی اور علاقائی عدم توازن'' پر مضمون لکھیے۔

3۔ انسانی زندگی پر موسموں کے اثرات بیان کیجیے۔

4۔ عالمی تناظر میں پاکستان کے محل وقوع کی جغرافیائی اور تزویراتی اہمیت بیان کیجیے۔